اسلامی بینکنگ کے حوالے سے عام طور پر پوچھے جانے والے سوالات اور ان کے جوابات

۱۔ کیا بینک بھی اسلامی ہوتا ہے؟

جواب۔ اصل میں ہمیں لفظ بینک میں الجھنے کے بجائے بینک کے کردار کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ بینک کا اہم ترین کام لوگوں کی بچتوں کو جمع کرنا اور ان کو آگے نفع بخش کاروبار میں لگا کر کھاتا داروں کو اس نفع میں شریک کرنا ہے۔ یہ کام روایتی بینک سود کی بنیاد پر کرتے ہیں۔ لیکن اگر یہ بچتیں حاصل کرنا اور اس کو آگے نفع بخش کاروبار میں لگانا اسلامی طریقے کے مطابق ہو جائے تو اس ادارے کا نام بینک رکھ دیا جائے یا کچھ اور اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

۲۔ اسلامی بینکنگ کی کیا ضرورت ہے؟

جواب۔ آج کی دنیا بینک سے معاملات کئے بغیر نہیں رہ سکتی چاہے اس کا تعلق کسی بھی شعبہ زندگی سے ہو۔ آج ہر وہ شخص جس کے پاس بچت کی کوئی رقم ہو وہ اسے بینکوں میں رکھوانے پر تقریبا مجبور ہے یہی وجہ کہ کرنٹ اکاونٹ میں رقم رکھوانے پر جواز کا فتوی ہے۔ اسی طرح بین الاقوامی تجارت کے لئے کوئی تاجر بینکوں سے مستغنی نہیں رہ سکتا، رقوم کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کے لئے بینکوں کے سوا کوئی محفوظ راستہ نہیں۔ اسکے علاوہ لوگوں کی بچتیں ایک جگہ جمع کر کے ان کو ملک کی صنعت و تجارت میں استعمال کرنا بذات خود ایک نیک مقصد ہے۔ اس لئے بینکنگ کی ضرورت تو تسلیم شدہ ہے۔ لیکن ان تمام جائز مقاصد کے لئے سود پر مبنی جو راستہ اختیار کیا گیا ہے وہ حرام و مضر ہے اسلامی بینکوں میں ایسے جائز طریقے اختیار کئے گئے ہیں جن کے ذریعے سود کی حرمت سے بچتے ہوئے اوپر ذکر کئے گئے تمام جائز مقاصد کو حاصل کیا جا سکتا ہے۔

۳۔ ربا/سود سے کیا مراد ہے؟

جواب۔ لفظ سود/ربا عام طور پر لغت میں کسی بھی زیادتی، اضافہ اور بڑھوتری کو کہتے ہیں۔ اور شریعت میں ۔۔ کل قرض جر منفعۃ فھو ربوا۔۔ یعنی ہر وہ قرض جو اپنے ساتھ نفع لائے تو وہ سود/ربا ہے۔۔ جاہلیت کے زمانے میں قرض پر سود لینے کی یہ صورت عام تھی اس بنا پر اسے ربا الجاہلیہ بھی کہتے ہیں۔ اس قسم کے سود کو ربا النسیئۃ (ادھار کے معاملے میں سود)، ربا القرآن (جس کی حرمت قرآن میں آئی) اور ربا القرض (قرض پر سود) بھی کہتے ہیں۔

یعنی ہر قسم کا سود چاہے وہ کاروباری نوعیت کا ہو یا ذاتی اسی طرح کسی نام سے ہو چاہے نفع یا مارک اپ وغیرہ وہ سود اور ناجائز ہے جس کی شریعت نے شدید مذمت کی ہے اور اس کو قرآن نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اعلان جنگ قرار دیا ہے۔ قرآن میں اللہ تعالی فرماتے ہیں

اے ایمان والوں! اللہ تعالی سے ڈرو اور اگر تم واقعی مومن ہو تو سود کا جو حصہ بھی (کسی کے ذمہ) باقی رہ گیا ہو اسے چھوڑ دو۔ (البقرۃ: ۲۷۸)

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا کہ

سنو! تمام سود کی رقم جو دور جاہلیت میں واجب الاداء تھی وہ سب پوری کی پوری ختم کر دی گئیں، تم صرف اپنے اصل سرمائے کے حق دار رہو گے کہ نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ تمہارے ساتھ ظلم کیا جائے، اور سب سے پہلا سود جس کے فسخ کا اعلان کیا جاتا ہے عباس بن عبد المطلب (رضی اللہ عنہ) کا سود ہے جو مکمل طور پر ختم کر دیا گیا ہے۔

۴۔ اسلامی اور روایتی بینکاری دیکھنے میں ایک ہی جیسی لگتی ہیں کیا یہ کان کو دوسری طرف سے پکڑنے والی بات تو نہیں؟

جواب۔ شریعت میں کسی بھی دو چیزوں کا نتیجہ ایک جیسا ہونے کی وجہ سے دونوں کا حکم لازمی طور پر ایک نہیں ہوتا۔ اس کی عام فہم شریعت میں بہت سی مثالیں ہیں جیسے قصائی اگر اللہ کے نام کے ساتھ جانور کو ذبح کرے یا بغیر نام کے اس سے بظاہر کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن شریعت میں ایک حلال کہلائے گا دوسرا حرام۔ یہی مثال نکاح کی ہے کہ ایک لفظ اور گواہان کی موجودگی اور عدم، معاملہ کی نوعیت کو بدل دیتا ہے۔ اس لئے بظاہر دو ایک جیسے معاملات پر ایک جیسا حکم نہیں لگایا جائے گا بلکہ دونوں معاملوں کی حقیقت کو سمجھا جائے گا تو جو معاملہ شریعت کے شرائط و قیود کے مطابق ہو گا ہو وہ حلال و جائز اور دوسرا حرام و ناجائز کہلائے گا۔

اسی طرح یہ کہنا کہ جتنا نفع روایتی بینک کماتے ہیں اتنا ہی اسلامی بینک بھی کماتے ہیں بس کان کو ادھر سے پکڑنے والی بات ہے اس لئے صحیح نہیں کہ ایک حلال کمائی والا اور حرام کمائی والے کے نفع میں یکسانیت اس بات کی ہر گز دلیل نہیں کے دونوں کاروبار ایک جیسے ہیں۔ مثلا ایک فروٹ بیچنے والا اور شراب بیچنے والے کا نفع کمانے کا تناسب ایک ہو سکتا ہے لیکن اس سے فروٹ والے کے کاروبار کو کوئی حرام نہیں کہے گا۔ اسی طرح کا سوال مکہ والوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا جس کو اللہ تعالی نے قرآن میں ذکر کیا کہ

"انما البیع مثل الربوا"۔۔ کہ یہ خرید و فروخت بھی تو ربا کی طرح ہے جس کے جواب میں اللہ تعالی نے فرمایا تھا کہ سن لو۔۔ احل اللہ البیع و حرم الربوا۔۔ یعنی اللہ تعالی نے بیع کو حلال اور ربا کو حرام کیا ہے۔

لہذا نتیجہ کو دیکھ کر فیصلہ کرنا صحیح نہیں بلکہ پورے معاملہ کی حقیقت اور اس کی شرائط و قیود کو سمجھنا ضروری ہے۔ نتائج کس طریقہ کار (process) سے حاصل کئے گئے ہیں یہ چیز معاملہ کے حلال و حرام کا تعین کرے گی۔

۵۔اسلامی بینک کااسٹیٹ بینک سے کیا تعلق ہے ؟

جواب۔ یہ عام طور سے کہاجاتاہے کہ ہر بینک کیونکہ اسٹیٹ بینک کے ماتحت ہے جوکہ سودی ادارہ ہے اس لئے کوئی بھی بینک سود کے بغیر نہیں چل سکتا۔ حالانکہ اسٹیٹ بینک عام حالات میں کوئی سودی لین دین نہیں کرتا ہے۔ بعض اوقات شدید ضرورت پڑنے پر اسٹیٹ بینک دوسرے بینکوں کو سود پر پیسے دیتاہےاور اسی طرح روایتی بینک جو رقم اسٹیٹ بینک میں بطور ریزرو رکھواتے ہیں اسٹیٹ بینک اس پر بھی سود دیتاہے اس کے علاوہ اسٹیٹ بینک کا کردار بطور خاص صرف ریگولیٹر کے ہے تاکہ ملک کی معیشت پر کوئی منفی اثرات مرتب نہ ہوں اور اسی طرح لوگوں کی بچتوں کا تحفظ بھی کیا جاسکے۔ اسلامی بینکوں کے لئے ان بعض ضرورتوں کے لئے شرکت یا مضاربت کی بنیاد پر معاملات کئے جاتے ہیں۔ جس کی نگرانی کے لئے اسٹیٹ بینک میں باقاعدہ ایک شریعہ بورڈ موجود ہے جو اسٹیٹ بینک کی وہ ساری پالیسیاں جو کہ اسلامی بینکوں سے متعلق ہیں کی نگرانی کرتا ہے۔ اسٹیٹ بینک براہ راست معاملات میں دخیل نہیں ہوتا بلکہ توثیق کرتا ہے اور پیشہ ورانہ امور کی نگرانی کرتا ہے۔

۶۔ کسی بھی بینک کا اس کی اسلامی ڈویژن/ونڈو سے کیا تعلق ہوتا ہے ؟

جواب۔ ایک روایتی بینک میں ایک اسلامی ونڈو کا قیام بسااوقات ابہام پیدا کرتا ہے کیونکہ اس قسم کی ونڈوز بسا اوقات ایک ہی جگہ پر موجود ہوتی ہیں لیکن دونوں آپریشنس کا ایک جگہ پر ہونا یا ایک ہی بینک کے اندر رہنا اس کو غیر اسلامی نہیں بناتا کیونکہ اسلامی بینک کے حسابات وغیرہ اور نظم و نسق اسی ونڈو کے سودی سسٹم سے بالکل الگ ہوتے ہیں۔ اس کے لئے الگ نظام بنایا جاتا ہے جس کی نگرانی کے لئے باقاعدہ شریعہ بورڈ، شریعہ کمپلائنس اور آڈٹ ڈیپارٹمنٹس موجود ہوتے ہیں جو سارے امور کی نگرانی کرتے ہیں۔ اور بینک کے آئی ٹی سسٹم میں بھی فائر وال کے ذریعے معاملات الگ کئے جاتے ہیں۔

۷۔ اسلامی بینک جب سود پر معاملات نہیں کرتا تو پھر نفع کیسے کماتا ہے؟ اسلامی اور روایتی بینک کے نظام میں بنیادی فرق کیا ہے ؟

جواب۔ روایتی بینک عام طور پر کھاتہ داروں کے رقوم کو کم سود پر حاصل کرتا ہے اور اس کو زیادہ سود پر کاروباری اداروں کو دیتے ہیں جبکہ اسلامی بینک مضاربہ کی بنیاد پر لوگوں سے رقوم حاصل کرتا ہے اور اس کو مختلف تجارتوں اور سروسز میں شریعت کے اصولوں کے مطابق انویسٹ کرتا ہے اور حاصل شدہ نفع کو اپنے کھاتہ داروں کے درمیان طے شدہ تناسب سے تقسیم کر دیتا ہے۔

۸۔اسلامی بینک کونسے اسلامی طریقہ تمویل میں کام کرتا ہے؟

جواب۔ کوئی بھی اسلامی بینک مندرجہ ذیل طریقوں سے تمویل کرتا ہے۔

ا) پارٹسپیٹری موڈز۔(شراکت پر مبنی سرمائے کاری کے طریقے)

(الف) مشارکہ اور مضاربہ: نفع نقصان کی بنیاد پر کسی کاروبار میں شریک ہونا۔

۲۔) خرید و فروخت اور کرایہ داری کے ذریعے سرمایہ کاری

(الف) مرابحہ: کوئی چیز نفع بتاکر آگے کسی کو بیچنا۔ (ب) مساومہ: کسی چیز کو بغیر نفع بتائے کسی کو بیچنا۔

(ج) سلم: کسی کو پیسے ایڈوانس لے کر سامان ادھار پر بیچنا۔ (د) استصناع: کسی سے آرڈر پر سامان یا گھر وغیرہ بنوا کر آگے بیچنا۔

(ذ) اجارہ: کسی کو گاڑی، مشین یا گھر وغیرہ کرائے پر دینا۔ (ر) وکالہ: کسی کو کوئی سروسس فراہم کرنا اور اس پر فیس لینا۔

۹۔اسلامی بینک روایتی بینکوں کی طرح متعین اور فکس نفع کماتے ہیں ان دونوں میں کیسے فرق کیا جائے گا؟

جواب۔ یہ تصور کے اسلام میں متعین نفع کا کوئی وجود نہیں ہے ایک غلط سوچ ہے۔ اسلام میں کسی بھی معاملہ میں نفع طے کرنے کے مختلف طریقے ہیں اور یہ بات تو ہر صورت میں ضروری ہے کے نفع کو ہر صورت میں معاملہ وعقد کے شروع میں متعین کیا جائے گا بس اس کے طریقہ کار میں کچھ فرق ہے جس میں بعض طریقوں (شرکت و مضاربت) میں نفع کو کاروبار میں حاصل شدہ نفع میں ایک مخصوص فیصد کی صورت میں متعین کیا جاتا ہے نہ کہ مخصوص رقم کی صورت میں جبکہ بعض دوسرے طریقوں (مرابحہ، سلم وغیرہ) میں نفع کو رقم کی صورت میں متعین کرنے کی اجازت ہی نہیں بلکہ لازمی ہے۔ مضاربہ و مشارکہ میں نفع کو راس المال یا پرنسپل کے ساتھ جوڑ کر متعین نہیں کیا جاسکتا بلکہ حاصل شدہ نفع میں فیصد کی بنیاد پر متعین کیا جاتا ہے۔ مثلا ایک لاکھ روپے زید نے عمر کو شرکت پر دئے۔ عمر نے اس کو حاصل شدہ نفع کے ۱۰ فیصد کی بنیاد پر قبول کر لیا تو یہ جائز ہے۔ اسلامی بینک میں اسی طرح عمل کیا جاتا ہے۔

اسی طرح کسی بھی خرید و فروخت کے معاملہ میں نفع کو رقم کی صورت میں شروع سے متعین کرنا ضروری ہے۔ جیسا کے عام طور پر کاروباری حضرات کرتے ہیں۔ مثلا زید نے عمر کو ایک موبائل ۱۰۰۰ روپے کا خرید کے ۵۰ روپے کے متعین و فکس نفع پر فروخت کر دیا تو یہ جائز ہے۔ اسلامی بینکوں میں مرابحہ و مساومہ وغیرہ بالکل اسی طرح کیا جاتا ہے۔

اس کے بر خلاف روایتی بینک رقم قرض کی بنیاد پر وصول کرتے ہیں (نہ کہ کسی قسم کی خرید و فروخت پر) اور ایک فکس ریٹرن دیتے اور لیتے ہیں جو کے صریح سود ہے۔

۱۰۔اسلامی بینکوں کے کھاتوں کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب۔اسلامی بینک میں کرنٹ اکاونٹ کی حیثیت قرض کی ہوتی ہے جیسا کہ روایتی بینکوں میں ہوتی ہے جس پر کھاتے داروں کو کوئی ریٹرن نہیں دیا جاتا۔البتہ ہر قسم کے سیونگ اکاونٹس (REMUNIRATIVE ACCOUNTS) کو مضاربہ یا مشارکہ کی بنیاد پر کھولا جاتا جس میں بینک اور کھاتہ دار نفع اور نقصان میں ایک خاص تناسب سے شریک ہوتے ہیں۔بینک حاصل شدہ رقم کو شریعت کے مطابق تجارت میں لگاتا ہے اور حاصل شدہ نفع میں سے اپنا حصہ رکھ کر باقی کھاتہ داروں میں تقسیم کر دیتا ہے۔

۱۱۔ روایتی بینک کی طرح اسلامی بینک بھی اپنے مال، مشینری یا گاڑی وغیرہ کی انشورنس یا تکافل کرواتا ہے اس لئے نقصان تو دونوں کو نہیں ہوتا تو فرق کیسے کیا جائے؟

جواب۔اصل میں بات تکافل کروانے کی نہیں کہ اسلامی بینک اپنے سامان کا تکافل نہیں کرواسکتا بلکہ شریعت اس بات کی مکمل اجازت دیتی ہے کہ اپنے آئندہ آنے والے خطرات کا پہلے سے ادراک کیا جائے اور شریعت کے دائرہ میں رہتے ہوئے ان خطرات کو کم کرنے کی کوشش کی جائے۔ اسلامی بینکاری میں بینک اس بات کو اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے اپنے سامان کا تکافل کرواتا ہے جبکہ روایتی دوسرے اداروں میں یہ ذمہ داری کسٹمرز کی ہوتی ہے اور اگر تکافل یا انشورنس کمپنی کسی وجہ سے پیش آمدہ نقصان کی تلافی نہ کر سکے تو اسلامی بینک تو اپنے سامان کا یہ نقصان خود برداشت کرتا ہے جبکہ روایتی بینکوں میں یہ نقصان بھی کسٹمر کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔

۱۲۔اسلامی بینک، روایتی بینک کی طرح اگر کسٹمر وقت پر ادائیگی نہ کرے تو زائد رقم کیوں وصول کرتا ہے؟

جواب۔ روایتی بینک جو زائد رقم کسٹمر سے وصول کرتا ہے وہ اس کے نفع کا حصہ ہوتا ہے اور یہ صریح سود ہے جبکہ اسلامی بینک اگر اس طرح کی وصولی کرتا ہے تو یہ چیریٹی کی مد میں وصول کرتا ہے نہ کہ بینک اپنے نفع کی مد میں۔اصل میں یہ ایک آلہ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے جس کا مقصد کسٹمر پر وقت پر ادائیگی کے لئے زور ڈالنا ہوتا ہے تاکہ بینک کے ساتھ ساتھ کھاتہ داروں کا بھی کم سے کم نقصان ہو۔اس کے لئے کسٹمر سے یہ التزام کرایا جاتا ہے کہ اگر اس نے وقت پر ادائیگی نہیں کی تو وہ اسلامی بینک کے طلب کرنے پر اتنی اتنی رقم خیراتی مد میں دے گا جو کہ شریعت کے مطابق ہے۔ جیسے ایک آدمی یہ کہے کہ اگر میرا یہ کام ہو گیا تو میں اتنا مال اللہ کے راستے میں صدقہ کروں گا تو جیسے یہ جائز ہے اسی طرح کسٹمر کا یہ کہنا کہ اگر میں نے وقت پر ادائیگی نہ کی تو میں بھی اتنا مال صدقہ کروں گا۔یہ شریعت کے مطابق صدقہ کرنے کا مشروط وعدہ ہے۔

۱۳۔اسلامی بینکوں کا اپنے کسٹمرز سے یہ التزام کروانا کہ وہ صدقہ بینک کے واسطے سے ہی کریں گے کیا یہ اس شرط کی شریعت میں اجازت ہے ؟

جواب۔بینک کا اپنے کسٹمر پر اس بات کا التزام کروانا کہ وہ صدقہ بینک ہی کے واسطے کرے گا صرف یہ اطمینان حاصل کرنے کے لئے ہے کہ آیا اس نے صدقہ واقعۃً کر دیا یا نہیں گو یا یہ شرط عقد کے ملائم ہوئی نہ کے مخالف جس سے عقد میں مزید تاکید پیدا ہو رہی ہے اور اس طرح کی شرط کا لگانا جائز ہے۔

۱۴۔اسلامی بینکوں میں بھی کھاتہ داروں کو اتنا ہی نفع کیوں دیا جاتا ہے جتنا روایتی بینک اپنے کھاتہ داروں کو دیتے ہیں ؟

جواب۔اسلامی بینکاری اس وقت روایتی بینکوں کے متوازی نظام کے طور پر کام کر رہی ہے اور ان دونوں میں مقابلہ اپنے عروج پر ہے جس میں اس کے سامنے مختلف چیلنجز ہیں اس میں سے ایک یہ ہے کہ روایتی بینکوں کے ہاتھ میں اس وقت ۹۰ فیصد مارکیٹ شیئر ہے اس لئے اسلامی بینک ان سے بہت پیچھے ہیں اور بہت سی چیزوں میں ان کے تابع ہو کر چلنا پڑتا ہے یہی وجہ ہے کہ روایتی بینک جس حساب سے سود کما رہے ہوتے ہیں اسلامی بینکوں کو بھی اسی تناسب سے بیع و اجارہ میں اپنا نفع متعین کرنا پڑتا ہے تاکہ زیادہ نفع ورنہ عام طور سے لوگ اسلامی بینکاری کو مہنگا ہونے کی وجہ سے ترک کر دیں گے اس لئے جب نفع کم و پیش ایک ہی تناسب سے کمایا جاتا ہے تو کھاتہ داروں کو بھی تقریباً اتنا ہی نفع دیا جاتا ہے جتنا روایتی بینک دیتے ہیں۔

۱۵۔اسلامی اجارہ اور کنوینشنل لیز میں کیا فرق ہے ؟

جواب۔اسلامی اجارہ میں کیونکہ اثاثہ بینک کی ملکیت ہوتا ہے اسلئے اس کی ملکیت سے متعلق ساری ذمہ داریاں بینک کے ذمہ ہوتی ہیں جسے بینک برداشت کرتا ہے لیکن استعمال سے متعلق ذمہ داریاں مستاجر کے ذمہ ہوتی ہیں جیسے گاڑی کی سروس، آئل چینج وغیرہ کا خرچہ تو مستاجر اٹھائے گا لیکن کسی بڑی خرابی کی مرمت وغیرہ بینک (موجر) کے ذمہ ہو گا اس کے برخلاف روایتی لیز میں ساری ذمہ داری مستاجر کے ذمہ ہوتی ہیں۔

اسی طرح روایتی لیز میں گاڑی وغیرہ کا کرایہ کی وصولی گاڑی مستاجر کے حوالے کئے بغیر ہی شروع ہو جاتی ہے جبکہ اسلامی طریقہ کار کے مطابق کرایہ وصول کرنے کا حق چیز حوالہ کرنے کے بعد حاصل ہوتا ہے۔

اسی طرح روایتی لیز میں ایک ہی معاہدے میں کئی ایگریمنٹس (اجارہ و بیع) کر لئے جاتے ہیں جیسا کہ لیز کے معاہدہ میں ہی یہ عقد کر لیا جاتا ہے کہ لیز کے اختتام پر بیع خود ہی بغیر کسی عقد کے منعقد ہو جائے گی جو کہ شریعت کے اصولوں کے خلاف ہے۔ جبکہ اسلامی اجارہ میں یہ سارے معاملات علیحدہ علیحدہ ایگریمنٹ کے تحت اپنے اپنے وقت میں انجام پاتے ہیں۔

۱۶۔اسلامی بینک روایتی بینکوں کے باہمی شرح سود(KIBOR) کواپنے نفع کے تعین کے لئے معیار کیوں بناتے ہیں؟

جواب۔اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلامی بینکوں کے پاس اپناایسا کوئی معیار ہوناچاہئے جسے وہ اپنے نفع کے تعین کے لئے استعمال کر سکیں لیکن جیسا کہ جواب ۱۵ میں عرض کیا گیا کہ اس وقت اسلامی بینکوں کے سامنے مختلف چیلینجز ہیں اس میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ان کی اپنی مارکیٹ اتنی چھوٹی ہے کہ وہ اس وقت اپنا بینچ مارک بنانے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔ لیکن اسلامی بینکوں کا روایتی سودی بینچ مارک کو استعمال کرنے کی وجہ سے ان بیع واجارہ کے معاملات پر کوئی اثر نہیں پڑتا جو کہ یہاں انجام دئے جارہے ہیں بشرطیکہ اسلامی بینک بیع واجارہ کی دیگر شرائط کو پورا کریں اسلئے صرف KIBOR کو معیار بنانے سے کسی معاملہ کو حرام نہیں کہا جاسکتا۔

اس بات کو ہم ایک مثال سے سمجھ سکتے ہیں۔ مثلازید کی ایک دکان ہے جس پر وہ شراب کا کاروبار کرتا ہے جو کے ایک حرام کاروبار ہے زید اپنے کاروبار میں شراب کو دس فیصد نفع پر آگے فروخت کرتا ہے زید کے برابر میں خالد کی ایک دکان ہے جس میں وہ پھلوں کا جوس بیچتا ہے اب خالد چاہتا ہے کہ میں اپنا نفع اتنا ہی متعین کروں جو زید شراب بیچنے پر کماتا ہے اس لئے وہ اپنے نفع کو زید کے نفع کے ساتھ جوڑ دیتا ہے اور اس کو معیار بنالیتا ہے۔اس معاملے میں ظاہر بات ہے کہ خالد کا اپنے نفع کو زید کے نفع کے ساتھ جوڑنا اور معیار بنانا بہتر نہیں لیکن اس طرح کرنے سے کوئی یہ ہرگز نہیں کہہ سکتا کہ خالد کا کاروبار حرام ہے اور اس کی آمدنی ناجائز ہے۔

بالکل اسی طرح اسلامی بینکوں کا بعض مجبوریوں کی وجہ سے KIBOR کو معیار بنانا اگرچہ کہ بہتر نہیں لیکن اس سے ان کے معاملات کو حرام نہیں کہا جائے گا۔